20

خواجہ حیدر علی آتش

شاعر کا تعارف

خواجہ حیدر علی آتش کے بزرگ تلاش معاش میں بغداد سے دہلی آئے اور یہیں آباد ہو گئے۔ آتش کے والد خواجہ علی بخش، نواب شجاع الدولہ کے عہد میں دہلی سے فیض آباد چلے گئے۔ وہیں آتش کی پیدائش ہوئی۔ آتش کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے۔ لیکن زیادہ تر لوگوں کا خیال ہے کہ آتش 1777ء پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والد کا انتقال ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اعلا تعلیم وتربیت سے محروم رہے کم عمری سے ہی شعر وشاعری کی طرف رجحان تھا۔ لکھنؤ آکر مصحفی کے شاگرد ہو گئے۔ جلد ہی ان کی شاعری نے شہرت حاصل کر لی۔

آتش دبستان لکھنؤ کے نمائندہ شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ لکھنؤ اسکول میں عام طور پر تصنع اور بناوٹ کا رواج رہا ہے۔ لیکن آتش نے لکھنؤ کی عام روش سے ہٹ کر اپنی راہ نکالی۔ انہوں نے سادہ اور عام زبان میں منتخب موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ ان کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت زبان کی صفائی اور محاورات کا فن کارانہ استعمال ہے۔ وہ الفاظ وتراکیب کے استعمال سے شعروں میں حسن پیدا کر دیتے ہیں۔

آتش کے کلام میں روزمرہ اور عام بول چال کا انداز ہ بھی پایا جاتا ہے۔ جس سے کلام میں ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے۔ رنگینی وشوخی اور مضمون کا اختصار ان کے کلام کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ ان کے کلام میں تصوف کی چاشنی بھی ہے اور مستی و سرشاری بھی۔ ان سب کے باوجود وہ لکھنؤ کے شاعرانہ ماحول سے متاثر نظر آتے ہیں۔ چنانچہ کلام میں تصنع بھی ہے اور بے جا رعایت لفظی بھی۔ تاہم ان عام خامیوں پر ان کی انفرادی خوبیاں غالب ہیں۔ انہیں انفرادی اوصاف کی بدولت آتش کا شمار اردو کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔

نوٹ

مقاصد

اس غزل کو پڑھنے کے بعد آپ:

- اشعار کو سمجھ کر ان کی تشریح اور تحسین کر سکیں گے؛
- مختلف صنعتوں کو سمجھ کر انہیں بیان کر سکیں گے؛
- آتش کے اندازِ بیان پر اظہارِ خیال کر سکیں گے۔

20.1 اصل سبق

آیئے اب غزل پڑھیں:

غزل

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رو برو کرتے
ہم اور بلبل بے تاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے

ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے
سفید رنگ ہیں آخر سیاہ مو کرتے

ہمیشہ میں نے گریباں کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفو گر رہے رفو کرتے

جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

روبرو: آمنے سامنے، مقابل
بے تاب: بے چین، قرار
پیام بر: قاصد، پہنچانے والا
میسر ہونا: حاصل ہونا، ملنا
شرح آرزو: آرزو کی تشریح، آرزو کی تفصیل بیان کرنا
مہ: ماہ کا مخفف، چاند
مہر: سورج
حبیب: دوست، محبوب
جستجو: تلاش
مو: بال
گریباں: پوشاک کا وہ حصہ جو جو گلے کے نیچے ہوتا ہے
چاک کرنا: پھاڑنا
رفو گر: پھٹے ہوئے کپڑے کی مرمت کرنے والا
زنجیر زلف: بالوں کی لڑی
عالم: حسن، خوبصورتی، حالت
اسیر: قیدی
عالم: حالت
برگشتہ: منحرف، باغی
طالعی: قسمت، نصیب
باراں: بارش

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبل بے تاب گفتگو کرتے

20.2 متن کی تشریح

ہر عاشق اپنے محبوب کو دنیا کا حسین ترین سمجھتا ہے۔ شاعر بھی اپنے محبوب کی خوب صورتی کا دیوانہ ہے۔ اسی لیے شاعر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میرا محبوب پھول سے بھی زیادہ حسین اور پُرکشش ہے۔ اپنے اس خیال کی تصدیق کے لیے شاعر چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب اور پھول کو آمنے سامنے بٹھائے۔ پھر پھول کے عاشق ''بلبل'' سے بات چیت کرے اور پوچھے کہ کس کا محبوب زیادہ خوب صورت ہے۔

20.3 زبان کے بارے میں

اس شعر میں شاعر نے موازنہ کیا ہے۔ اپنا اور بلبل کا۔ محبوب اور گل کا۔ شعر کی خوبی یہ ہے کہ الفاظ سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کون کس سے بہتر ہے؟ لیکن در پردہ شاعر اپنے آپ کو اور اپنے محبوب کو ہی بہتر سمجھتا ہے۔ شاعر نے دوسرے مصرعے میں بلبل کو ہی ''بے تاب'' کہا ہے لیکن خود شاعر کی بے تابی بھی صاف عیاں ہے۔

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

20.4 متن کی تشریح

عاشق مختلف ذرائع سے اپنے پیغامات محبوب تک پہنچاتے ہیں۔ یہ کام عموماً پیام بر کیا کرتے ہیں۔ لیکن شاعر کو کوئی ایسا پیام بر نہیں ملا جس سے وہ اپنا مدعا کہلا بھیجتا۔ تاہم پیام بر نہ ملنے کو شاعر اچھا بتاتا ہے۔ کیوں کے کسی دوسرے کی زبان سے شاعر کے جذبات، خیالات اور حالات کا اظہار نہیں ہو سکتا۔

20.5 زبان کے بارے میں

☆ پیام بر نہ ملنے پر خوشی ظاہر کرنے میں یہ خواہش بھی پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی بات خود محبوب سے کہنا چاہتا ہے۔
☆ ''خوب ہوا'' محاورہ ہے جس کے معنی ہیں ''اچھا ہی ہوا''۔

نوٹ

☆ پیام بر کے ذریعے پیغام پہنچانے کا مطلب ہے کہ شاعر و محبوب کی باتیں کسی تیسرے شخص پر ظاہر ہوں گی اور اسے محبوب کے قریب جانے کا موقع بھی ملے گا۔ ایسی صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ پیام بر ہی شاعر کا رقیب بن جائے۔ اسی لیے شاعر نے دوسرے مصرعے میں پیام بر کو ''غیر'' کہا ہے۔

متن پر سوالات 20.1

1. محبوب کو گل کے روبرو کرنے کا کیا مقصد ہے؟

(i) تعارف کرانا

(ii) حسن کا موازنہ کرنا

(iii) آپس میں دوستی کرانا

2. گل و محبوب کے حسن کا مقابلہ کر کے شاعر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ

(i) اس کا محبوب گل سے زیادہ خوب صورت ہے

(ii) گل اس کے محبوب سے زیادہ خوب صورت ہے

(iii) گل اور محبوب ایک جیسے ہیں

3. دوسرے شعر میں ''غیر'' کس کے لیے استعمال ہوا ہے؟

(i) رقیب (ii) پیام بر

(iii) محبوب

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے

20.6 متن کی تشریح

چاند اور سورج نظامِ قدرت کے تحت مسلسل سفر میں ہیں اور دن رات چلتے رہتے ہیں لیکن شاعر اس کی کچھ اور وجہ بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح میں اپنے محبوب کی تلاش میں مارا مارا بھٹک رہا ہوں، اسی طرح چاند اور سورج بھی اپنے محبوب کی تلاش میں چکر لگا رہے ہیں۔

نوٹ

20.7 زبان کے بارے میں

☆ لفظ ''مہ'' ''ماہ'' کا مخفف ہے جس کے معنی ''چاند'' ہیں۔

☆ مہ اور مہر متضاد الفاظ ہیں۔ کلام میں متضاد الفاظ یک جا کرنا صنعت تضاد کہلاتا ہے۔

مہ اور مہر کا استعمال بھی صنعت تضاد کی مثال ہے۔

☆ کلام میں کسی چیز یا کام کی کوئی ایسی وجہ بتانا جو دراصل اس کی وجہ نہ ہو، حسنِ تعلیل کہلاتا ہے۔ جیسے چاند اور سورج نظام قدرت کے تحت چلتے رہتے ہیں لیکن شاعر نے ان کے مسلسل سفر کی وجہ محبوب کی تلاش بتائی ہے۔

ہمیشہ رنگ زمانہ بدلتا رہتا ہے
سفید رنگ ہیں آخر سیاہ مو کرتے

20.8 متن کی تشریح

تبدیلی زندگی کا ایک اہم جز ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ انسان کے حالات میں بھی تبدیلی آتی ہے۔ انسان بچپن سے جوانی اور پھر بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے اور اس کے کالے بال اپنا رنگ بدل کر سفید ہو جاتے ہیں۔

20.9 زبان کے بارے میں

☆ ''رنگ بدلنا'' ایک محاورہ ہے جس کے معنی ہیں انقلاب ہونا یا حالات بدلنا۔

☆ سفید اور سیاہ متضاد الفاظ ہیں۔ یہ بھی صنعتِ تضاد کی مثال ہے۔

متن پر سوالات 20.2

1. کلام میں کسی چیز یا کام کی کوئی ایسی وجہ بتانا جو دراصل اس کی وجہ نہ ہو، کیا کہلاتا ہے؟
   (i) حسنِ مقطع
   (ii) حسنِ تعلیل
   (iii) حسنِ مطلع

2. شاعر اور مہ و مہر میں کون سی بات ایک جیسی ہے؟
   (i) تینوں خاموش ہیں
   (ii) تینوں آوارہ ہیں

نوٹ

(iii) تینوں روشن ہیں

3. ''رنگ بدلنا'' کس طرف اشارہ ہے؟

(i) کالے بالوں کا سفید ہونا

(ii) حالات بدلنا

(iii) آنکھیں بدلنا

ہمیشہ میں نے گریباں کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفو گر رہے رفو کرتے

20.10 متن کی تشریح

جب عشق میں شدت آجاتی ہے اور محبوب سے ملاقات کی امید نظر نہیں آتی تو عاشق جنونی ہو جاتا ہے۔ جنوں کی حالت میں عاشق اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا ہے۔ شاعر پر جنون کی یہ شدت ہمیشہ طاری رہی۔ اسی لیے وہ مسلسل کپڑے پھاڑتا رہا اور رفو کرنے والے انہیں رفو کرتے رہے۔

20.11 زبان کے بارے میں

☆ ''رفو گر'' اور ''رفو'' استعاراتی الفاظ کے طور پر بھی استعمال ہوئے ہیں۔ یعنی 'سمجھانے والے' شاعر کو ہمیشہ ''سمجھاتے'' تھے لیکن شاعر کے عشق کی شدت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

☆ شاعر نے کپڑے پھاڑنے والی بات کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا بھی ایک صنعت ہے جسے ''مبالغہ'' کہتے ہیں۔

☆ ''چاک کرنا'' معنی ہیں 'پھاڑنا'۔ چاک کو دو بار لکھ کر شاعر نے اپنی بات میں زور پیدا کیا ہے۔

جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

20.12 متن کی تشریح

شاعر خود اپنے محبوب کی زلفوں کا اسیر ہے یعنی اس کی محبت میں گرفتار ہے۔ اس کا خیال ہے کہ جو لوگ کسی کے عشق میں مبتلا

نوٹ

نہیں ہیں اور آزاد ہیں، اگر وہ بھی میرے محبوب کی خوب صورت زلفوں کو دیکھ لیں تو ان زلفوں میں قید ہونے کی تمنا کریں۔

20.13 زبان کے بارے میں

☆ ''زلفوں کا اسیر ہونا'' کے معنی ہیں 'عاشق ہونا' 'محبت میں گرفتار ہونا''۔

☆ ''آزاد'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو ابھی تک کسی کی محبت میں گرفتار نہیں ہیں۔

☆ ''آزاد'' اور ''اسیر'' متضاد الفاظ ہیں جن سے صنعتِ تضاد بنتی ہے۔

☆ ''زنجیر'' اور ''اسیر'' ایسے الفاظ ہیں، جن میں آپسی تعلق ہے۔ کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن میں آپسی تعلق ہو، لیکن یہ تعلق تضاد کا نہ ہو، مراعات النظیر کہلاتا ہے۔

متن پر سوالات 20.3

1. پانچویں شعر میں شاعر نے ''چاک'' دو مرتبہ لکھا ہے کیونکہ
   (i) شاعر جنون کی حالت میں ہے
   (ii) اس سے مبالغہ پیدا ہوتا ہے
   (iii) اس سے بات میں زور پیدا ہوتا ہے

2. ''زلف کا اسیر'' ہونا سے مراد ہے۔
   (i) زلف میں پھنس جانا
   (ii) محبت میں گرفتار ہونا
   (iii) قیدی کی زلفیں

3. شعر نمبر چھے میں صنعت مراعات النظیر کے لیے کون سے الفاظ استعمال ہوئے ہیں؟
   (i) زنجیر اور آزاد
   (ii) زنجیر اور اسیر
   (iii) اسیر اور آزاد

نوٹ

نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

20.14 متن کی تشریح

جب قسمت انسان کا ساتھ نہیں دیتی تو اس کی کوئی خواہش پوری نہیں ہوتی۔ لیکن اگر قسمت باغی ہو جائے تو تمام کام خواہش کے خلاف ہونے لگتے ہیں۔ شاعر کی قسمت بھی اس کے مخالف ہو گئی ہے۔ اسی لیے مایوس ہے اور اسے خطرہ ہے کہ میری ہر آرزو کے برخلاف نتیجہ برآمد ہوگا۔ شاعر کو اندیشہ ہے کہ اگر بارش کی آرزو کرے گا تو آسمان سے پانی کے بجائے آگ برسنے لگے گی۔

20.15 زبان کے بارے میں

☆ اس شعر میں قسمت کی خرابی کا بیان مبالغے کے ساتھ کیا گیا ہے۔

☆ ''آگ'' اور ''باراں'' متضاد الفاظ ہیں جن کے استعمال سے صنعتِ تضاد بنتی ہے۔

☆ ''آگ برسنا'' ایک محاورہ ہے جس کے معنی ہیں ''بہت سخت گرمی پڑنا''۔

20.4 متن پر سوالات

1. اس شعر میں شاعر نے کس بات کا اظہار کیا ہے؟

(i) قسمت اچھی ہونے کا

(ii) قسمت خراب ہونے کا

(iii) قسمت مخالف ہونے کا

2. اس شعر میں کن کن صنعتوں کا استعمال کیا گیا ہے؟

(i) تضاد اور کنایہ

(ii) تضاد اور مبالغہ

(iii) مبالغہ اور حسن تعلیل

20.16 شاعرانہ خوبیاں اور انداز بیان

دبستان لکھنؤ میں آتش کا لب ولہجہ اور انداز بیان بالکل منفرد ہے۔ ان کے یہاں بیان میں صفائی اور طرز ادا میں سلاست و

نوٹ

روانی پائی جاتی ہے۔ اپنے اظہار خیال کے لیے آتش نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان میں بڑی مناسبت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ الفاظ کے انتخاب، موزونیت اور ترکیب میں انہیں کمال حاصل ہے۔ آتش نے صرف فارسی تراکیب و الفاظ کو نہیں برتا بلکہ محاورے اور روزمرہ کو بھی بڑی کامیابی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ آتش کی زبان عام فہم اور سادہ ہے۔ وہ شعری صنعتوں کا استعمال بھی خوب کرتے ہیں۔ انہوں نے عام لکھنوی مزاج کے برخلاف اردو شاعری کو وقار اور سنجیدگی عطا کی۔ ان کے یہاں عشقیہ مضامین اور تصوف کے ساتھ کہیں کہیں زندگی کا فلسفہ بھی بیان ہوا ہے۔

آپ نے کیا سیکھا

☆ کسی چیز یا کام کی کوئی ایسی وجہ بتانا جو دراصل اس کی اصل وجہ نہ ہو، حسن تعلیل کہلاتا ہے۔

☆ کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا بھی ایک صنعت ہے جسے ''مبالغہ'' کہتے ہیں۔

☆ کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال جن میں آپسی تعلق ہو، لیکن یہ تعلق تضاد کا نہ ہو، صنعت مراعات النظیر کہلاتا ہے۔

☆ آتش دبستان لکھنؤ کے نمائندہ شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

☆ آتش کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت زبان کی صفائی اور محاورات کا فن کارانہ استعمال ہے۔

☆ آتش کی زبان عام فہم اور سادہ ہے۔

20.17 مزید مطالعہ

☆ یہ ایک طویل غزل ہے جس کے سات منتخب اشعار آپ کے نصاب میں شامل کیے گئے ہیں ''کلیات آتش'' تلاش کر کے مکمل غزل کا مطالعہ کیجیے اور اپنی کاپی میں لکھیے۔

☆ آتش نے اپنی شاعری میں محاورے اور روزمرہ کو بڑی کامیابی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ آتش کی مختلف غزلوں میں سے دس ایسے اشعار اپنی کاپی میں نوٹ کیجیے جن میں محاورہ یا روزمرہ کا استعمال ہوا ہو۔

20.21 اختتامی سوالات

1. ''حسنِ تعلیل'' کسے کہتے ہیں؟ مثال دے کر سمجھایئے۔
2. ''مبالغہ'' کی تعریف لکھیے اور مثال بھی دیجیے؟
3. اس غزل میں صنعت تضاد کا کن اشعار میں استعمال ہوا ہے؟
4. صنعت مراعات النظیر اور صنعت تضاد میں کیا فرق ہے؟ مثالوں کے ساتھ سمجھایئے؟

5. ''آتش کے کلام کی ایک خوبی محاورات کا استعمال ہے۔'' اس غزل کی روشنی میں اس بیان کی وضاحت کیجیے۔

6. آتش کے اندازِ بیان پر اظہارِ خیال کیجیے۔

متن پر سوالات کے جوابات

20.1 1. (ii) حسن کا موازنہ کرنا

2. (i) اس کا محبوب گل سے زیادہ خوب صورت ہے

3. (ii) پیام بر

20.2 1. (ii) حسنِ تعلیل

2. (ii) تینوں آوارہ ہیں

3. (ii) حالات بدلنا

20.3 1. (iii) اس سے بات میں زور پیدا ہوتا ہے

2. (ii) محبت میں گرفتار ہونا

3. (ii) زنجیر اور اسیر

20.4 1. (iii) قسمت مخالف ہونے کا

2. (ii) تضاد اور مبالغہ